میں شدت ہو جائے۔ غرض دونوں صورتوں میں دو چھڑیوں سے چالیس کے قریب چوٹیں لگانے کے معنی یہ ہیں کہ اسی/۸۰ کے قریب چوٹیں لگائی گئیں۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت پر غور کیجئے۔ مذکورہ روایت میں تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ چالیس اور اسی/۸۰ دونوں سزائیں مسنت ہیں مگر مجھے چالیس کی سزا زیادہ پسند ہے۔ یہ روایت بھی مسلم کی ہے مگر مسلم نے دوسرے واسطہ سے اور امام بخاری اور تمام آئمہ حدیث نے متعدد واسطوں سے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ:

''میں اگر کسی مجرم کو سزا دوں اور وہ مرجائے تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کسی شرابی کو سزا دوں اور وہ مرجائے تو میں اس کا خون بہار ادا کردوں گا کیونکہ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یسنہ'۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی سزا اس کے لئے مقرر نہیں فرمائی ہے۔

ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر آپؐ نے حدِ خمر کی کوئی تعداد مقرر کردی ہوتی، جیسا کہ دوسرے جرموں میں کیا ہے، تو پھر میں ہر شرابی کو اتنی ہی سزا دیتا خواہ وہ مرتا یا جیتا اور اپنے اوپر اس کی کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ آپ کی تعیین وحی خفی کے ذریعہ ہوتی مگر چونکہ اس میں آپؐ کا طرزِ عمل مختلف رہا ہے اس لئے اپنے اجتہاد سے کسی شرابی کی سزا مقرر کی گئی اور ممکن ہے کہ وہ اس سے کم سزا کا مستحق ہو، تو پھر مرجانے کی صورت میں قتل خطا کا ارتکاب ہوا۔ اس لئے احتیاطاً چالیس ہی کوڑے سزا دینا پسند کرتا ہوں۔ مگر یہ بھی فرمادیا کہ ''و کل سنته،'' ان میں سے ہر ایک سنت ہے۔

اوپر والی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے چالیس کو زیادہ پسند کیا ہے مگر دوسری روایات کی روشنی میں آپ کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو۔

قریب قریب تمام محدثین نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رمضان کے مہینے میں نجاشی شاعر شراب کی حالت میں لایا گیا آپ نے اس کو اسی/۸۰ کوڑے سزا دی اور قید بھی کردیا۔ دوسرے دن پھر وہ سامنے لایا گیا تو آپ نے پھر دوبارہ بیس کوڑے لگائے اور لگا کر فرمایا کہ یہ بیس کوڑے اس جرأت و بے باکی کی سزا ہے جو تو نے رمضان میں اختیار کی ہے۔

یہ بھی تمام محدثین لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس سلسلہ میں سزا مقرر کرنے کے لئے ممتاز صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہی نے سب سے پہلے اس کا مشورہ دیا کہ اسی/۸۰ کوڑے مقرر کی جائے۔

(فتح الباری دار قطنی وغیرہ۔)

دار قطنی میں ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے، جس میں انہوں نے صراحت فرمایا ہے:

"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جلد فى الخمر ثمانين".

(بالا حدیث کا ترجمہ:۔ یہی روایت ان ہی الفاظ کے ساتھ حضرت حسن بصری سے بھی مروی ہے۔ (کنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو اسی/۸۰ کوڑے کی بھی سزا دی ہے۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۰۲)

دار قطنی اور موطا کی دوسری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ:۔

"قال انه اذ اشرب سکرو اذا سکر ھذی و اذا ھذی افمتری ولی افتری ثما نو ن جلدۃ"۔

(المنتقی، ج ۲ ص ۷۳۰)

ترجمہ:۔ جب وہ شراب پیتا ہے تو نشہ ہوتا ہے اور نشہ ہوتا ہے تو فحش گوئی کرتا ہے اور جب فحش گو ہوتا ہے تو بہتان تراشی کرتا ہے۔ اور بہتان تراشی کی سزا قرآن میں اسی/۸۰ کوڑے ہے۔

امام طحاویؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ان ہی روایات وطرزِ عمل کی وجہ سے یہ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی اس روایت کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے جس میں چالیس کی پسندیدگی کا ذکر ہے کیونکہ وہ ایک روایت ہے اور اس کے مقابلہ میں ان کا طرزِ عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا مشورہ دینا۔ پھر ان کا یہ ارشاد کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدِ خمر کی سزا اسی/۸۰ بھی دی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک روایت کے مقابلہ میں اتنی روایتوں کو ترجیح دینی ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پہلی روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے جب بھی یہ بات تو بہرحال ثابت نہیں ہوتی کہ سنتِ نبوی چالیس ہی ضرب ہے بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں طرزِ عمل سنت کے مطابق ہیں۔ کل سنۃ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کو انہوں نے سنت کے خلاف قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ سنت تو دونوں فعل ہیں، مگر مجھے یہ سزا پسند ہے۔

ظاہر ہے کہ ان کی یہ پسندیدگی ایک احتیاط کی بنا پر تھی جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے کہ وہ اس سزا کے بارے میں بہت خائف رہتے تھے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مجرم بہت کمزور رہا ہو اور اس کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہو کہ مجھے چالیس ہی کوڑوں کی سزا دینا زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ زیادہ سزا دینے میں اس کی موت کا خطرہ ہے مگر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ چالیس ہی کوڑے کی سزا کو سنتِ نبوی سمجھتے ہوں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کو بھی سنت قرار دیں۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سنت سے یہاں مراد سنۃ خلفائے راشدین ہے مگر یہ بات اس لئے صحیح نہیں ہے کہ حضرت علیؓ نے دونوں سنتوں کو برابر سنت کہا ہے، یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سنت خلفاء کو سنتِ نبوی کے برابر درجہ عطا کرتے جبکہ سنتِ نبوی ہی کی موجودگی میں وہ حضرت عمرؓ سے کتنے ہی مسائل میں اختلاف کر چکے تھے۔

غرض یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسی ارشاد کو جس میں چالیس چوٹوں کا ذکر ہے، صرف سنت نبوی تسلیم کر لیا جائے تو پھر ان کے طرزِ عمل اور ان کی دوسری روایات کی توجیہ نہیں بن سکتی جس میں اسی/۸۰ کا ذکر ہے اور اگر اسی/۸۰ والی روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو دونوں کا موقع ومحل متعین ہو جاتا ہے۔ یعنی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجرم کے جرم کو نوعیت کے پیشِ نظر مختلف سزائیں تجویز فرماتے تھے اسی طرح خلفائے راشدین بھی عمل درآمد فرماتے تھے۔

ان تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہوا:

کہ چونکہ حدِ خمر میں ضرورت ومصلحت کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف طرزِ عمل اختیار فرمایا۔ اس لئے آپ کے بعد اس سزا کی تعیین اور اندازے میں صحابہ کرام کی چار آراء ہو گئیں۔

ا۔ایک یہ کہ آپؐ نے نہ تو خودکوئی متعین سزادی اور نہ متعین سزادینے کا حکم فرمایا۔آپ کے سامنے جب کوئی شرابی پیش کیا جاتا تھا تو جو لوگ وہاں موجود ہوتے تھے۔ان سے فرماتے تھے کہ اس کو مارو جس کو جو چیز ملتی تھی وہ اس سے مارنے لگتا تھا۔

پہلے سے نہ تو ضرب مقرر کر کے سزادی جاتی تھی اور نہ بعد میں اس کا کوئی شمار ہوتا تھا۔

۲۔دوسری رائے یہ ہے کہ آپؐ نے کبھی چالیس سے کم،کبھی چالیس اور کبھی اسی/۸۰ کوڑے کی سزادی۔

۳۔تیسری رائے یہ ہے کہ آپؐ نے دو چھڑی سے چالیس کے قریب سزادلوائی۔

۴۔چوتھی رائے یہ ہے کہ آپؐ نے چالیس ہی کوڑے کی سزادلوائی۔

پہلی اور دوسری رائے حضرت عمر ، حضرت عثمان، حضرت علی ، حضرت عبداللہ بن عباس ، حضرت ابوہریرہ ، حضرت طلحہ ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی ہے جن روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ نے سزادینے کا حکم دیا،ان میں سے کسی میں ذکر نہیں ہے کہ آپؐ نے یہ فرمایا ہو کہ چالیس یا چالیس سے کم کوڑے یا جوتے لگاؤ، بلکہ ان میں صرف اتنا ذکر ہے کہ آپؐ نے حاضرین سے سزا دینے کے لئے ،کہا اور انہوں نے سزادے دی۔اور جن روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ نے خود سزادی،اس میں کسی میں چالیس سے کم، کسی میں چالیس اور کسی میں اسی/۸۰ کوڑے کا ذکر ہے۔اسی کی تائید مذکورہ بالا صحابۂ کرام کے علاوہ حضرت زبیر،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما وغیرہ بھی کرتے ہیں۔تمام ممتاز صحابۂ کرام کی تائید ہی کی بنا پر اسی/۸۰ کوڑے کی سزا کو تمام آئمہ تابعین اور تبع تابعین ضروری قرار دیتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ،امام بن حنبلؒ تو صراحتاً اس کے قائل ہیں اور امام شافعیؒ کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔(مسلم)

امام نووی نے مسلم کی شرح میں مختلف ائمہ کا مسلک ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"واختلف العلماء فی قدر حد الخمر فقال الشافعی وابو ثور وداؤد اهل الظاهر واخرون حده اربعون قال الشافعی والا مام ان یبلغ به ثما نین ونقل القاضی عن الجمهور من السلف والفقها منهم مالک و ابو حنیفه والا وزاعی والثوریٰ و احمد واسحاق رحمهم الله تعالیٰ انهم قالو حده ثما نینن واحتجوا بانه الذی استقر علیه اجماع الصحا بته".

شراب نوشی کی سزا میں علماء کا اختلاف ہے۔امام شافعیؒ،ابوثور،داؤد ظاہر وغیرہ چالیس کے قائل ہیں اور امام شافعی نے کہا ہے کہ امام اسی/۸۰ کوڑے سزا بھی دے سکتا ہے اور قاضی نقل کیا ہے کہ جمہور امت اور فقہاء جن میں امام مالک ،امام ابوحنیفہ،اوزاعی وغیرہ شامل ہیں،اسی/۸۰ کے قائل ہیں اور وہ اسے صحابہ کا اجماعی فیصلہ سمجھتے ہیں۔

تیسری رائے کے موید حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔اوپر ذکر آچکا ہے کہ یہ روایت ان سے تین واسطوں سے مروی ہے اور تینوں میں توافق نہیں ہے، بلکہ ان کی روایتوں میں توافق پیدا کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔یا تو سزا کی کوئی تعیین نہ کی جائے ،یا پھر اس کو اسی/۸۰

کے قریب مانا جائے۔

چوتھی رائے کے موید حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی اور حضرت انس رضی اللہ عنہم تینوں حضرات ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو بھی اگر تسلیم کرلیا جائے تو اس میں اور ان کی دوسری روایتوں اور ان کے طرزِ عمل میں اختلاف نظر آتا ہے اس لئے ان کی اس روایت کو بھی اختلافِ محل ہی پر محمول کرنا ضروری ہے۔

اوپر اسوۂ نبوی کی جو تفصیل کی گئی ہے اسی کی روشنی میں حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ایک نظر ڈال لیجئے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شرابی لایا گیا تو آپ نے فوراً سزا نہیں دی، بلکہ آپ نے ان لوگوں میں سے ایک صاحب کو بلایا جنہوں نے غزوۂ حنین کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک شرابی کو سزا دی تھی اور ان سے سزا کی تعداد دریافت کی تو انہوں نے چالیس کا اندازہ بتایا۔ آپ نے اسی کے اندازے کے مطابق سزا دی۔ (بیہقی)

اس روایت کا یہ لفظ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے ''فقومہ اربعین'' چالیس کا اندازہ کیا۔ پھر اس سے بھی زیادہ واضح روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے، فرماتے ہیں:

عہدِ نبوی میں شراب پینے والوں کو ہاتھوں، جوتوں اور ڈنڈوں سے مارا جاتا تھا، مگر عہدِ صدیقی میں جب شراب نوشی کچھ زیادہ ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر شراب نوشی کی کوئی سزا متعین کردی جاتی تو بہتر تھا۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں سے دریافت کرکے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی سزا دی جاتی تھی اس سے قریب تر تعداد کیا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے قریب تر اندازہ کے مطابق چالیس کی سزا مقرر کی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ابتدائے خلافت میں اسی کے مطابق سزا دیتے رہے، مگر ایک بار ایک مہاجر صحابی نے اتفاق سے شراب پی لی۔ آپ نے ان کو سزا دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ مجھے سزا کیسے دے سکتے ہیں جبکہ کتاب اللہ نے مجھے سزا سے بری کردیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون سی کتاب اللہ ہے جس میں یہ ہے کہ میں تم کو سزا نہ دوں۔ بولے، اسی قرآن مجید میں ہے کہ:

''لیس علی الذین اٰمنو وعملو الصلحت جناح فیما طعموا اذا مااتقوا''۔

(جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا انہوں نے جو کچھ بھی کھا پی لیا اس میں گناہ نہیں ہے، جبکہ وہ ڈرتے رہے)

میں غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور تمام جنگوں میں شریک ہوچکا ہوں اس لئے آپ مجھے سزا نہیں دے سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابنِ عباسؓ سے اس کا جواب دینے کے لئے کہا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ان لوگوں کے لئے نازل ہوئی تھی جو شراب کی حرمت سے پہلے انتقال کرچکے تھے، ان کے لئے کہا گیا ہے کہ ایمان و عمل صالح اور خوفِ خدا کے ساتھ اگر انہوں نے اسے استعمال کیا تو ان کی گرفت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ اگر شراب کی حرمت کے بعد جو لوگ شراب پئیں گے ان کے لئے یہ آیت اس لئے دلیل نہیں بن سکتی کہ اس آیت سے ذرا ہی پہلے قرآن نے کہہ دیا ہے کہ:''

انما الخمرو المیسر و الا نصاب و الاذلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ''.

(شراب نوشی، جواء، بت اور جوئے کے تیر سب شیطان کے کام ہیں، ان سے بچو) اب اگر کوئی شخص ایمان وعمل صالح کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اس کی حرمت پر بھی اس کا عمل ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ممتاز صحابہ سے مشورہ کیا تو حضرت علی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے یہ مشورہ دیا کہ اسی/۸۰ کوڑے کی سزا دی جائے اور اسی پر سب نے اتفاق کرلیا۔ (بیہقی ج ۸ ص ۳۲۱)

شراب نوشی کا ایک ہی واقعہ پیش نہیں آیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شراب کی سزا معمولی ہونے کی وجہ سے یہ وباء پوری مملکت میں بڑی تیزی سے پھیل رہی تھی، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جو عراق وشام کی مہم پر تھے، وبرہ بن الکلبی یا صلتی کے ذریعہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے یہاں یہ پیغام بھیجا کہ: ''**ان الناس انبسطو ا فی الخمر و تحاقر و االعقوبۃ فیما تری**''.

لوگوں میں شراب نوشی عام ہورہی ہے اور اس کی سزا کو بہت ہی معمولی اور بے حقیقت سمجھنے لگے ہیں تو آپ کی کیا رائے ہے۔ یہ قاصد جس وقت پہنچا تو حضرت عمرؓ اس وقت مسجد نبوی میں موجود تھے اور ان کے پاس حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضوان اللہ علیہم وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان تمام لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا کہ کیا کیا جائے۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شراب نوشی کی کثرت ہوجاتی ہے تو بیہودہ گوئی بڑھتی ہے اور بیہودہ گوئی بڑھتی ہے تو پھر افترا بازی بھی شروع ہوجاتی ہے اور قرآن میں افترا پردازی کی سزا اسی/۸۰ کوڑے ہے۔ اس لئے یہی سزا مقرر کی جانی چاہیئے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی سزا کے نفاذ کا عام حکم دے دیا، بخاری میں ہے کہ:

''اذا اعتوا و فسقوا فیہ جلد ثما نین''.

ترجمہ:۔ جب لوگ شراب نوشی میں بہت زیادتی کرنے لگے اور حد سے تجاوز کرنے لگے تو ان کو اسی/۸۰ کوڑے سزا دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس کچھ دیہاتوں کے لوگ اور مصر کے علاقہ کے لوگ موجود تھے (اور اس کے بارے میں سوال کررہے تھے) تو آپ نے موجود صحابہ سے کہا کہ شراب نوشی کی سزا کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے ہلکی حد یعنی قرآنی سزا تہمت کی سزا اسی/۸۰ کوڑے ہے اسی کو آپ مقرر کر دیجئے۔ چنانچہ حضرتِ فاروقؓ نے ایسا ہی کیا۔ (مسلم کتاب الحدود)

ان تفصیلات سے حسب ذیل باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں:

(۱) سب سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ شراب کی حرمت کے بعد سے عرب میں شراب نوشی کی عادت بہت ہی گھٹ گئی، چنانچہ چار پانچ برس کی مدت میں جو لوگ ملوث ہوتے تھے ان کو حسبِ ضرورت کم وبیش سزا دیتے تھے۔ آپ کے زمانے میں شراب کی سزا کے تعین کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوا تھا مگر حضرتِ صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب بہت سے نئے نئے عربی وعجمی علاقے فتح ہوئے تو شراب نوشی

کے واقعات پہلے کے مقابلہ میں بہت زیادہ بڑھ گئے۔اس لئے حضرت صدیقؓ کو خیال پیدا ہوا کہ اس کے لئے کوئی سزا کیوں نہ متعین کردی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں سنتِ نبویؐ معلوم کرنے کی کوشش کی مگر تعیین سزا کا کوئی واضح حکم نہ مل سکا۔اس لئے آپ کو جو سزا سنت نبوی کے قریب تر نظر آئی، وہ آپ نے مقرر کی۔یعنی چالیس کوڑے۔

(۲) اس بات سے یہ معلوم ہوئی کہ اگر عہدِ نبوی میں شرابیوں کو چالیس ہی کوڑوں یا چھڑیوں کی سزا دی جاتی رہی ہوتی تو پھر آپ کو اس کی تلاش کی ضرورت نہ ہوتی اور نہ آپ ایک یا چند اشخاص کے اندازے پر عملدر آمد فرماتے۔

تمام روایتوں میں یہ جملہ آیا ہے کہ جو قابلِ غور ہے:

فتوخی نحو اماکانو یقربون فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔تو آپ نے اس سزا کا قریب تر اندازہ معلوم کرنے کی کوشش کی جو عہدِ نبوی میں لوگ شرابیوں کو دیتے تھے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چالیس ہی ضرب کو آپ نے متعین سزا نہیں سمجھا۔ بلکہ اس کو قریب تر سمجھا اور غالبًا آپ کے زمانے میں اس سے زیادہ سزا دینے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ شراب نوشی نے ابھی وبا کی صورت اختیار نہیں کی تھی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے حضرت عمرؓ کے طرزِ عمل کی اور زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"جلد علیٰ عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخمر بنعلین اربعین فلما کان زمن عمر جعل بدل کل نعل سوطا"۔ (مسند احمد بحواله المنتقیٰ، ج ۴، ص ۴۲۹)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرابی کو دو جوتوں سے چالیس چالیس جوتے مارے گئے۔ جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے ایک جوتے کے بدلے ایک کوڑا مقرر کر دیا۔

یعنی ان کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چالیس چالیس جوتے دو جوتوں سے مارے گئے اسی کو حضرت عمرؓ نے دوے میں تبدیل کر دیا۔

(۳) پھر کسی روایت میں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں تمام ممتاز صحابہ سے مشورہ کیا ہو۔ بلکہ زیادہ تر روایتوں میں یہ آتا ہے کہ آپ نے ایک یا چند اشخاص سے جو غزوۂ حنین کی سزا میں شریک تھے، دریافت کیا اور ان ہی کے بتائے ہوئے اندازے کی روشنی میں آپ نے یہ فیصلہ کیا اور اس سے زیادہ تحقیق کی ضرورت اس وقت تھی بھی نہیں۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں بھی چالیس ہی کوڑے مارے جاتے تھے مگر جب عراق، روم اور ایران کے مزید علاقے فتح ہوئے تو شراب نوشی کے واقعات نے ایک وبا کی صورت اختیار کرلی۔اس کی روک تھام کے لئے حضرت عمرؓ نے تمام ممتاز صحابہ سے مشورہ کیا۔سنتِ نبوی کی روشنی میں سب نے متفقہ طور پر عادی اور جری شرابیوں کو چالیس کے بجائے اسی/۸۰ کوڑے سزا مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔گویا ان کے نزدیک اس سنتِ نبوی پر عمل درآمد کا موقع یہی تھا، جس میں اسی/۸۰ کوڑوں کی سزا کا دلالۃً یا صراحۃً ذکر ہے۔

غرض اسی/۸۰ کوڑے کی سزا کو ترجیح دینے کا سبب ان کے نزدیک ایک طرف تو وہ ارشادِ نبوی تھا جس میں آپ نے عادی شرابیوں کو قتل کر دینے تک کی دھمکی دی ہے، دوسری طرف صحابہ کرام کا وہ اندازہ ہے جو انہوں نے آپؐ کے طرزِ عمل کے بارے میں اختیار فرمایا تھا۔ یعنی چالیس سے اسی/۸۰ تک، تیسری طرف اس کی ترجیح کے لئے ایک قرآنی دلیل بھی تھی۔ وہ یہ کہ قرآن نے حد قذف کے مجرموں کے لئے اسی/۸۰ کوڑے کی سزا مقرر کی ہے اور یہ قرآن کی سب سے ہلکی سزا ہے، شراب نوشی کا نتیجہ بھی عموماً بیہودہ گوئی، دوسروں پر تہمت اور الزام تراشی ہی ہوتا ہے جیسا کہ واقعات شاہد تھے اسی لئے کے اس کے لئے بھی وہی سزا مقرر ہونی چاہیئے تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان وجوہ کی بنا پر اس سزا کو نافذ تو کیا مگر اس کے نفاذ کے ساتھ چالیس کی سزا کو منسوخ قرار نہیں دیا کیونکہ بہر حال عہدِ نبوی کی سزا کے بارے میں بعض صحابہ کا اندازہ چالیس بھی تھا اور حضرتِ صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس پر عمل بھی ہو چکا تھا بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ اگر کوئی اتفاقی طور پر شراب پی لیتا تھا تو اس کو چالیس ہی کوڑے لگا کر چھوڑ دیتے تھے لیکن جو لوگ اس کے رسیا ہو گئے تھے یا بہت زیادہ چڑھا لیتے تھے اور جس کے نتیجہ میں قرآن کے ساتھ تمسخر تک کرنے لگتے تھے ان کو آپ اسی/۸۰ کوڑے کی سزا دیتے تھے۔ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے:

"کان عمر اذا اتی بالرجل القویٰ المنتھک فی الشراب ضربہ ثما نین واذااتی بالرجل الذی کان منه الذلة الضعیف فضربه اربعین".

حضرت عمر کے پاس جب کوئی شرابی لایا جاتا تو جو تندرست جری اور شراب میں بالکل ڈوبا ہوا ہوتا تو اس کو آپ اسی/۸۰ کوڑے کی سزا دلواتے اور جب کوئی بیچارہ اور کمزور قسم کا ہوتا تو اس کو چالیس کوڑے لگواتے۔

یعنی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ ضرورت و مصلحت کے تحت کم وبیش سزا تجویز فرماتے تھے، اسی طرح حضرت فاروقؓ نے بھی کیا۔ البتہ ۴۰ اور ۸۰ کے درمیان اس سزا کو اس لئے محدود کر دیا کہ عہدِ نبوی کی سزا کے بارے میں عام صحابہ کم سے کم اندازہ ۴۰ اور زیادہ سے زیادہ اسی/۸۰ ہی تھا اور پھر اسی کوڑے کی سزا کی تائید اشارۃً قرآن سے بھی ہوتی تھی، ورنہ اگر صراحۃً سنتِ نبوی سے کوئی ایک ہی متعین سزا ثابت ہوتی تو ہر معاملہ کی طرح اس معاملہ میں بھی صحابہ کرام یا حضرت عمرؓ اپنی رائے اور اپنی طبیعت سے کوئی دوسری سزا کبھی بھی مقرر نہ فرماتے۔ امام ماذری نے بالکل صحیح لکھا ہے:

"لو فھم الصحابة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم جلد الخمر .حدامعیناً لما قالو افیه بالرای کما لم یقولوابالرای فی غیرہ فلعلھم فھوا انه ضرب فیه باجتھادہ فی حق من ضربه". (فتح الباری، ج ۱۲ ص ۶۲)

ترجمہ: ۔اگر صحابہ کرام یہ سمجھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی کی کوئی متعین سزا مقرر کی ہے تو وہ اپنی رائے سے کبھی بھی کوئی دوسری سزا نہ دیتے اور نہ اس میں قیل وقال کرتے، مگر انہوں نے آپ کے سوہ سے یہ سمجھا تھا کہ آپ مجرم کے حالات کے پیشِ نظر سزا تجویز فرماتے تھے (اس لئے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا)

اس تفصیل کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سنتِ نبوی کے خلاف کوئی نیا فیصلہ کیا تو اس کے پاس اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ یہ دعویٰ قطعی بے دلیل اور بے بنیاد ہے۔ غرض یہ کہ جوار بابِ تذکرہ اور مورخین اس کو اولیاتِ عمرؓ میں داخل کرتے ہیں اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس سنت نبوی کو قانوناً عملاً نافذ کیا۔ (جاری ہے.....)

اشاریہ مضامین المباحث الاسلامیہ جلد ٦ شمارہ نمبر ١

نمبر شمار	عنوان ومقالہ	نام مقالہ نگار	صفحہ
١	ادار یہ بعنوان: جدید مسائل میں اجتماعی غور وخوض کی ضرورت	رئیس التحریر مولانا سید نسیم علی شاہ	٣
٢	رؤیت ھلال سے متعلق چند جدید مسائل اور اس کے جوابات	مفتی عظمت اللہ بنوی	٥
٣	غیر مسلم ممالک سے آمدہ گوشت اور اس کا شرعی جائزہ	مولانا مفتی حمد اللہ	١٤
٤	اپریل فول کی شرعی حیثیت	شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	٢٣
٥	غیرت کے نام پر قتل کا شرعی حکم	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری	٢٦
٦	عرف اور فقہی مسائل	مولانا ذاکر اللہ	٢٩
٧	انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور علمی تحقیق	ڈاکٹر مولانا منظور احمد مینگل	٤٧
٨	ہسپتال یا دیگر رفاہی کاموں پر زکوٰۃ کا استعمال اور شرعی حکم	مولانا حافظ حسن مدنی	٦٥
٩	عبادات پر اجرت لینے کا حکم	ڈاکٹر مولانا عبد العلی اچکزئی	٨٤
١٠	نشر اشاعت والیکٹرانک میڈیا شرعی تناظر میں	مولانا مفتی محمد عثمان بستوی۔ (انڈیا)	٩٠
١١	اعضاء تناسل کی پیوند کاری کا شرعی حکم	پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ	١٠٩
١٢	ٹرین، بس اور ہوائی جہاز میں استقبال قبلہ اور نماز کا حکم	مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی	١١٢
١٣	حالتِ اضطرار، تعریف ومصداق، احکام ومسائل	مولانا مفتی محمد شفیق عارف	١١٥
١٤	دھاگے۔ دانوں کی مروّجہ تسبیح اور شرعی حکم	مولانا مفتی عمر فاروق لوہاری (یوکے)	١١٨
١٥	اخبار الجامعہ	قاری ثناء اللہ	١٣٦

......☆☆☆☆☆......

قارئین کے خطوط

ترتیب از ادارہ

جناب رئیس التحریر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘! بعد از خیریت طرفین۔آپ کا ارسال کردہ مجلّہ موصول ہوا۔جوابی لفافہ میں فارم رکنیت ارسال ہے۔دیگر عرض آنکہ کہ آپ کے ہاں سے اہم مباحث پر مشتمل مجلّہ جو شائع ہو رہا ہے۔اس کی قیمت بتلا دیں۔والسلام

بندہ زکریا اشرف I-10/2 اسلام آباد

محترم جناب (ناظم ترسیل صاحب المباحث الاسلامیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد از سلام مسنون عرض یہ ہے کہ آپ کے ادارہ کی طرف سے جاری کردہ سہ ماہی مجلّہ المباحث الاسلامیہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔جدید دور اور اس میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں آپ لوگوں کی کوششیں قابلِ تعریف ہیں۔میں کافی عرصہ سے اس طرح کے رسالہ کی تلاش میں تھا۔میں ایک دفتر میں کام کرتا ہوں۔مجھے اسلامی کتابیں اور رسائل پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ہمارے معاشرہ میں بہت سے لوگ جدید مسائل کو اسلام تعلیمات کی روشنی میں حل کرنا چاہتے ہیں۔والسلام

آپ کی دعاؤں کا طالب محمد صغیر انور

جناب رئیس التحریر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ ! آپ کا ارسال کردہ۔سہ ماہی المباحث الاسلامیہ کا جون (2006) تا ستمبر کا شمارہ موصول ہوا ماشاء اللہ جدید موضوعات پر بڑے وقیع مضامین اس میں شامل کئے گئے ہیں۔ایسا خوبصورت علمی رسالہ نکالنے پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔میری خواہش ہے کہ اس سے قبل جو رسائل شائع ہو چکے ہیں وہ اور آئندہ شائع ہونے والے رسالے پابندی سے حقیر کو ارسال کئے جاتے رہنگے۔شکریہ !

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر ممبر قومی اسمبلی

مکرمی جناب قاری ثناء اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘! امید ہے بخیریت ہوں گے۔آپ کا مجلّہ خالد رحمٰن صاحب کے نام موصول ہوا۔ہمارے لئے یہ بات باعث خوشی اور ہمت افزا ہے کہ آپ کا ادارہ جدید فقہی مسائل پر خصوصی توجہ دے رہا ہے اور یوں ملی رہنمائی میں قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔جامعہ المرکز الاسلامی کو ''نقطہ نظر'' اور ''آئی پی ایس نیوز'' کی سہ ماہی ترسیل کے لئے فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔انشاء اللہ ہر اشاعت پر آپ کو بھیج دیں گے۔والسلام

شیر افسر خان منیجر ایڈمن IPS اسلام آباد

رئیس التحریر سہ ماہی مجلّہ ''المباحث الاسلامیہ''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا و آخرت کی بھلائی سے سرفراز فرمائے۔ آپ کا سہ ماہی مجلّہ دیکھنے کا اتفاق ہوا، یقیناً اہل دین کے حوالہ سے لائق تحسین ہے۔ مجلّہ ھذا کے مضمون نگاروں کے لئے جتنا بھی خراج تحسین پیش کروں کم ہوگا۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔ والسلام

لائبریری المصباح اسلامک لائبریری

خط بنام ادارہ

چونکہ المباحث الاسلامیہ میں تحقیقی مقالاجات پیش کئے جاتے ہیں اور معیار بھی کسی تحقیقی مجلّہ سے کم نہیں ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہائر ایجوکیشن سے بطور تحقیقی مجلّہ کے اس کی منظوری کرائی جائے۔ پہلے جو لیٹر ہائر ایجوکیشن کی طرف سے آیا ہے وہ ایک میگزین کی حیثیت سے منظوری ہے جو تحقیقی کام تصور نہیں کیا جاتا۔ جبکہ ماشاء اللہ تحقیقی معیار اعلیٰ ہے صرف اس کے کچھ لوازمات ہونگے جو پورے کرنے ہونگے اس سلسلے میں جناب ڈاکٹر قبلہ آیاز صاحب سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ پروفیسر گل قدیم جان

محترم مدیر صاحب

السلام علیکم! بعد از سلام عرض گذارش یہ ہے کہ بندہ ایک دن دوست کی ملاقات کے لئے اس کے مقام پر تشریف لے گیا وہاں پر دوست کا ملاقات نصیب ہوا چند گفت وشنید کے بعد دوست نے المباحث الاسلامیہ کے متعلق چند معلومات فراہم کیے اور اس کے ساتھ میرے شوق دلانے کے لئے ایک رسالہ بھی دیا۔ بندہ نے جب رسالہ المباحث الاسلامیہ کی مطالعہ خوب لگن کے ساتھ شروع کیا تو بندہ کو بہت پسند آیا۔ اس سے قبل بھی بندہ نے بہت سے رسائل کا مطالعہ کیا تھا۔ مگر بندہ ان سے اتنا متاثر نہیں ہوا تھا۔ جتنا رسالہ المباحث الاسلامیہ سے ہوا۔ لہٰذا آپ براہ کرام بندہ کے لئے اُردو کا ایک سہ ماہی رسالہ جاری فرمائیں۔ رسالہ کے سالانہ قیمت 240 دوسو چالیس روپیہ قبول فرمائیں۔ والسلام کوئٹہ بلوچستان

محترم جناب مدیر صاحب المباحث الاسلامیہ

السلام علیکم،،،،، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ کا ارسال کردہ رسالہ شمارہ نمبر 4 موصول ہوگیا ہے۔ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ بہت بہت شکریہ،،،،، انشاء اللہ بہت جلد میں اگلے سال کیلئے زر خریداری بھیجنے والا ہوں۔

بہر حال کالج کے لئے آج مبلغ =/260 روپے کا منی آرڈر ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ وصول ہونے پر کالج کے فام کا رسالہ جلد نمبر 5 شمارہ نمبر 4 سے جاری فرمادیں۔ شکریہ! احباب کی خدمت میں سلام۔ والسلام اسلامیہ کالج چینوٹ۔

محترم جناب قاری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ،،،،

مجلّہ موصول ہوا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ اصول تحقیق اور تحقیق کے